اسلامی تہذیب کی بیوعِ اسلامی اور بیوعِ فاسدہ کا فقہ اسلامی کے تناظر میں تجزیاتی مطالعہ

(An Analytical Study Islamic Civilization of Islamic Trade and Corrupt Trade in Perspective of Islamic Jurisprudence)

حافظ جواد حسیب[1]

حافظ جمشید اختر[2]

Abstract:

Allah Almighty has made all the business of the world based on mutual need and necessity. All the colors and shades created by human beings are related to this need. The poor need the rich and he is the source of bread for them The rich need the poor so that without the strong arm and sweaty body of the poor laborers, neither skyscrapers can come into existence, nor can the beautiful and attractive green czar be enjoyed. There is also a need for ordinary citizens to have access to nationwide and remote products and products without the hassle of travel, and for the business community to buy from their customers. Therefore, the Shari'ah, not only allowed trade but also appreciated it and explained the rules and regulations of trade and etiquette and lawful in a way that is unparalleled in any religion.

Key Words: *trade, business, products, Islamic jurisprudence, religion*

تجارت خرید و فروخت اور بیع شراء کے سلسلہ میں اسلام نے نہایت متوازن اصول مرتب کئے ہیں جس میں تاجر اور خریدار کی نفسیات اور ان کے جزبات کا پورا پورا لحاظ ہے، جس میں اس بات کی پوری پوری رعایت ہے کہ گراں فروشی کو روکا جائے۔ جس میں اس بات کا پورا پورا خیال ہے کہ آئندہ کوئی نزاع پیدا نہ ہونے پائے، جس میں اس امر کا پورا پاس رکھا گیا ہے کہ طرفین کی رضامندی کے بغیر ان پر کوئی معاملہ مسلط نہ کیا جائے ،اور جس میں قدم قدم پر یہ احتیاط ملحوظ ہے کہ ایک فریق دوسرے کا استحصال نہ کرے، تجارت کے معاملہ کو دھوکہ دہی فریب اور چالبازی سے محفوظ رکھا جائے، جہاں کوئی ایسا کر گزرے اس کی تلافی کی تدابیر بھی فراہم رکھی جائیں۔

1۔ **پہلی بات**: شریعت نے خرید و فروخت کی ان تمام صورتوں کو ناپسند کیا ہے جن میں کسی پہلو سے دھوکہ دہی نے راہ پالی ہو، تاجر گاہک کے سامنے سامان کی خامیوں کو چھپادے، یہ جائز نہیں ہے۔ ایسی صورت میں خریدار کو اس معاملہ کے رد کرنے کا اختیا

1۔ پی ایچ ڈی سکالر شعبہ علوم اسلامیہ فیکلٹی آف سوشل سائنسز نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد۔

2۔ پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ عربی واسلامی علوم، یونیورسٹی آف سرگودھا۔

رحاصل ہے جسے "خیار عیب" کہتے ہیں جیسے تاجر نے ایک سامان کم قیمت میں خریدا اور گاہک کے سامنے اس سے زیادہ قیمت میں خود خریدنے کا یقین دلایا۔ یہ عمل بھی گناہ ہے، خریدار اگر تحقیق کرلے تو اس کو معاملہ فسخ کرنے کا اختیار ہے۔

2۔ دوسرے: جو خرید و فروخت معصیت میں تعاون کا ذریعہ ہو، ان کے ذریعہ گناہ کے کاموں کو فروغ ہوتا ہو، یا شریعت جن چیزوں کو حرام و ممنوع اور نا قابل استعمال قرار دے کر نا قابل احترام ٹھہراتی ہو، ایسی تمام صورتوں کو بھی شریعت نے منع کیا ہے، چنانچہ سود رکی بیع کو منع کیا گیا، خون اور مردار کی بیع کو حرام قرار دیا، شراب فروشی کی اجازت نہیں۔

3۔ تیسرے: خرید و فروخت کی وہ تمام صورتیں جن میں اس معاملہ کی تکمیل مشتبہ اور مشکوک ہو، اندیشہ ہو کہ خریدار اور تاجر نے جس شئی کو عوض مقرر کیا ہے، اسے وہ ادا نہ کر سکے گا ممنوع ہوتی ہیں اس کو حدیث میں "غرر" سے تعبیر کیا گیا ہے اسی بنا پر ہوا میں اڑتے ہوئے پرندے، اور تلاب میں موجود مچھلیوں کی خرید و فروخت سے منع کیا گیا ہے، جو چیز ابھی وجود میں نہیں آئی ہو جیسے زیر حمل بچہ، پھل جو ابھی نکلے نہ ہوں، کی خرید و فروخت سے روکا گیا۔

4۔ چوتھے: وہ تمام صورتیں جن کی وجہ سے آئندہ طرفین کے درمیان نزاع پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہو اسلام ان کو منع کرتا ہے جیسے قیمت غیر متعین ہو، مبیع (سودا) میں ابہام ہو، قیمت کی ادائیگی، یا سامان کی حوالگی کیلئے جو مدت متعین کی گئی وہ واضح نہ ہو یہ وہ تمام صورتیں ہیں جن کی وجہ سے مستقبل میں طرفین کے درمیان نزاع پیدا ہو سکتا ہے۔

5۔ پانچویں: خرید و فروخت کیلئے ضروری ہے طرفین معاملہ سے پوری طرح مطمئن ہوں، شک و شبہ کا کوئی اندیشہ ان کے دل میں موجود نہ ہو، نیز طرفین ایک دوسرے کو اس بات کا موقع دیں کہ وہ اپنی چیز کو دیکھ کر اطمینان کرلیں، کہیں ایسا نہ ہو کسی فریق کی رضامندی اور خوشنودی کے بغیر کوئی معاملہ مسلط کر دیا جائے، احادیث میں اسلئے ایام جاہلیت میں مروج بعض معاملات ، منابذہ، ملامسہ، اور بیع حصاہ وغیرہ سے منع کیا گیا ہے۔([3])

6۔ چھٹے: شریعت یہ بھی چاہتی ہے کہ خرید و فروخت کے معاملہ میں ایسی کوئی شرط نہ لگائی جائے جو معاملہ بیع کے اصل تقاضوں کے خلاف ہو مثلاً بیع کے ذریعے خریدار سودے کا مکمل مالک ہو جاتا ہے، وہ اس میں ہر طرح کے تصرف کا مجاز ہے اب اگر بیچنے والا ایسی کوئی شرط لگائے جس سے خریدار کے حق تصرف پر کوئی تحدید عائد ہوتی ہو یہ نامناسب شرط سمجھی جاتی ہے اور معاملہ بیع فاسد ہو جاتا ہے۔

---

[3] رحمانی، خالد سیف الرحمان، قاموس الفقہ (کراچی: رمز پبلیشر 2007ء)75/4۔

بیع کی تعریف: بیع باب "ضرب یضرب" سے مصدر ہے خرید و فروخت دونوں معنوں کیلئے آتا ہے، اگر باب مفاعلہ سے ہو تو اس کے معنٰی ہیں آپس میں خرید و فروخت کرنا۔[4] لغت میں بیع "مبادلۃ الشئی بالشئی" کو کہتے ہیں خواہ وہ شے مال ہو یا نہ ہو وہ بیع ہی کہلائے گی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۢ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ۲۰"[5]

چونکہ حضرت یوسف آزاد تھے اس لئے آپ پر مال کا اطلاق نہیں ہو سکتا معلوم ہوا لغت میں بیع کے اندر مبادلۃ المال بالمال کی قید شرط نہیں۔ بیع ان الفاظ میں سے ہے جو دو متضاد معنوں کے حامل ہیں، خریدنا اور بیچنا۔[6]

امام نسفی نے فرمایا:

"بیع مال کے مال سے تبادلہ کو کہتے ہیں جو باہمی رضامندی سے ہو۔"[7]

اس سے معلوم ہوا ہر دو طرف سے مال ہونا چاہیئے اگر ایک طرف سے مال ہوا اور دوسری طرف سے کچھ نہ ہوا تو پھر یہ بیع نہ ہو گی بلکہ ہبہ، وصیت وغیرہ ہو گا۔ اگر ایک طرف مال ہو دوسری طرف سے نفع یعنی کوئی مادی چیز نہ ہو تو یہ اجارہ کہلائے گی۔ بیچنے والے کو اصطلاح میں بائع کہتے ہیں خریدنے والے کو مشتری اور چیز کو مبیع کہتے ہیں اور جو نرخ مقرر کئے جائیں وہ ثمن کہلاتے ہیں۔ بیع کی یہی تعریف دوسرے فقہاء نے کی ہے امام نووی شافعی لکھتے ہیں:

البیع مقابلۃ مال بمال تملیکا-[8]

مشہور حنبلی فقیہ ابن قدامہ کا بیان ہے:

"مبادلۃ مال بمال تملیکا"[9]

البتہ اختلاف اس بات میں ہے کہ مال کا اطلاق کس پر ہو گا احناف کے نزدیک مال وہ ہے جس کی طرف طبیعت مائل ہو جس کا ذخیرہ ممکن ہو منافع اور حقوق پر مال کا اطلاق نہیں ہو گا جبکہ جمہور فقہاء نے ان کو بھی مال شمار کیا ہے۔

---

[4] بیلیاوی، عبدالحفیظ، مصباح الغات، (ملتان: امدادیہ س ن) ص:80۔

[5] یوسف، 20:12۔

[6] الرازی، محمد بن ابی بکر بن عبدالقادر، مختار الصحاح (کراچی: ادارۃ الاشاعت، 2003) 71۔

[7] النسفی، عبداللہ بن احمد بن محمود، کنزالدقائق (ملتان: امدادیہ س ن) 227۔

[8] الشربینی، محمد بن احمد، مغنی المحتاج (دارالکتب: العلمیہ 1994ء) 322/2۔

[9] ابن القدامہ ابوعبداللہ بن احمد بن محمد، المغنی (مصر: مکتبۃ القاھرہ 1968ء) 480/3۔

بیع کے ارکان:

بیع کے رکن بھی دو ہیں ایجاب اور قبول جس کی پیشکش پہلے ہو اس کے کے کلام کو ایجاب فریق ثانی کی طرف سے جو قبولیت کا اظہار ہو وہ قبول کہلاتا ہے یہ رائے احناف کی ہے، جمہور کے نزدیک جس کی طرف سے تملیک پائی جائے اور مبیع کا مالک بنایا جائے اس کا قول ایجاب ہو گا اور دوسے کا قول قبول کہلاتا ہے۔[10]

صاحب ھدایہ فرماتے ہیں: بیع کے انعقاد کیلئے ایجاب و قبول شرط ہے۔اور انکا ماضی کے الفاظ سے ہونا بھی شرط ہے۔[11]

دوسرے فقہاء کے نزدیک بیع کے ارکان یہ ہیں "خریدار اور فروخت کرنے والا مبیع اور اس کے ثمن اور ایجاب و قبول" پھر ایجاب و قبول کی دو صورت ہے، ایک یہ کہ دونوں فریق اپنے بول کے ذریعہ سے اظہار رضامندی کریں، ایسی صرت میں احناف کے نزدیک ضروری ہے دونوں فریق اظہار رضامندی کیلئے ماضی کا صیغہ استعمال کریں یا حال کا صیغہ اس طرح استعمال کریں اس میں مستقبل کے معنٰی کا احتمال نہ ہو یہاں تک کہ ہر ایک فریق نے امر کا صیغہ استعمال کیا دوسرے نے ماضی کا تو بیع درست نہ [12]ہو گی۔

مثلا خریدار نے کہا فلاں چیز مجھے بیچ دو تاجر نے کہا میں نے فروخت کیا تو بیع مکمل نہ ہوئی بلکہ دوبارہ خریدار کہے گا کہ میں نے خرید کیا لیکن امام مالک کے نزدیک اس طرح بیع منعقد ہو جاتی ہے۔[13]

میرا خیال ہے تعامل الناس کو اگر دیکھا جائے یہی رائے زیادہ قابل عمل ہے، یہ اس لئے بھی کہ معاملات میں مقصود باہمی رضامندی ہے نہ کہ الفاظ اور صیغے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ طرفین عملًا رضامندی کا اظہار کریں، گو صریحاً زبان سے اس کا تکلم نہ کریں مثلا باضابطہ ایجاب و قبول نہ ہو، لیکن ایک فریق قیمت دے دے اور تاجر اس کے بدلے سامان اٹھا کر دے دے پس یہ لین دین ہی ایجاب و قبول کی جگہ لے لے گا احناف، مالکیہ، وحنابلہ ہر طرح کی اشیاء میں اس کو کافی تصور کرتے ہیں۔[14] امام شافعی کے ہاں زبانی ایجاب و قبول ضروری ہے بعض شوافع نے بھی جمہور کی رائے کو اختیار کیا امام نووی نے کہا ہے:

---

[10] مجمع الفقہ الحنبلی، 12/1۔

[11] المرغینانی، ابوالحسن علی بن ابو بکر، الھدایہ (لاہور: رحمانیہ س ن)3/9۔

[12] المرغنانی، الھدایہ، 18/3۔

[13] ابن رشد، محمد بن احمد بن محمد بن احمد، بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد (ایران: منشورات الرضی 1996ء)، 70/2۔

[14] ابن رشد، بدایۃ المجتہد، 70/2۔

هذا هو المختار للتقوی[15]۔

بیع کی شرائط چار طرح کی ہیں، شرائط انعقاد، شرائط نفاذ، شرائط صحت، شرائط لزوم:

شرائط انعقاد: بیع کے منعقد ہونے کی بعض شرطیں تاجر اور خریدار کے متعلق ہیں:

1۔ وہ دونوں عاقل اور ممیز ہوں، وہ نابالغ جس میں فہم و شعور پیدا ہو چکا ہو، نیز کم عقل کی بیع منعقد ہو جائے گی، یہی رائے امام احمد کی ہے امام مالک اور شافعی کے نزدیک نابالغ کی بیع منعقد نہیں ہوتی، اگرچہ وہ بالغ ہو گیا ہو۔

2۔ ایجاب و قبول دو الگ الگ آدمیوں کی طرف سے ہو ایک ہی شخص فریق کی طرف سے وکیل بن کر ایجاب و قبول دونوں کرے، یہ درست نہ ہو گی۔ البتہ باپ، وصی، یا قاضی خود اپنا مال اپنے زیر ولایت نابالغ سے فروخت کریں وہ اس سے مستثنیٰ ہیں ان کی طرف سے ایجاب و قبول دونوں کی گنجائش ہے۔

3۔ دونوں ایک دوسرے کی طرف سے ہونے والے ایجاب و قبول کو سن لیں۔

بعض شرطیں مبیع اور اس کے ثمن، یا ان دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ متعلق ہیں:

1۔ مبیع اور ثمن دونوں مال ہوں۔

2۔ مبیع موجود ہو۔

3۔ بائع کی ملکیت میں ہو۔

4۔ بائع مبیع کو حوالے کرنے پر قادر ہو۔

بعض شرطیں ایجاب و قبول سے متعلق ہیں:

1۔ ایجاب و قبول میں مطابقت ہو، ایسا نہ ہو خریدار الگ قیمت بتائے اور تاجر الگ یا اسی طرح دونوں کی بات میں مبیع کی مقدار میں فرق پایا جائے۔

2۔ ایجاب و قبول دونوں ایک ہی مجلس میں ہو۔

بیع کے نافذ و جاری ہونے کی دو شرائط ہیں:

1۔ بیچنے والا اس سامان کا مالک ہو، یا ولی اور نگران کی طرح اس سامان کے بیچنے کا حق رکھتا ہو۔

2۔ اس سامان سے تاجر کے سوا کسی اور کا حق متعلق نہ ہو۔

---

[15] الشربینی، محمد بن احمد، مغنی المحتاج۔ 3/2۔

شرائطِ صحت: بیع کے درست ہونے کیلئے کچھ شرطیں عام نوعیت کی ہیں، جو ہر معالہ خرید وفروخت کیلئے ضروری ہیں۔

1۔ بیع ایک خاص مدت کیلئے نہ ہو بلکہ ہمیشہ کیلئے ہو۔

2۔ مبیع اور ثمن اس طرح متعین اور معلوم ہوں آئندہ نزاع پیدا ہونے کا امکان نہ ہو۔

3۔ ایسی بیع ہو جس سے کوئی فائدہ ہو، بے فائدہ بیع نہ ہو جیسے ایک روپیہ کے بدلے ایک روپیہ بیچنا۔

4۔ کوئی شرط فاسد نہ لگائی گئی ہو۔

شرطِ فاسد کی حسب ذیل صورتیں ہیں:

1۔ ایسی شرط جس کا وجود اور عدم، شبہ سے خالی نہ ہو۔

2۔ ایسی شرط جو ممنوع اور شرعا جائز نہ ہو۔

3۔ ایسی شرط نہ ہو جو تقاضائے عقد کے خلاف ہو، اس سے تاجر یا خریدار، یا خود اس مبیع کا نفع متعلق ہو۔

4۔ بیع کے رد کرنے کا ابدی اختیار یا تین دن سے زائد کے خیار کی شرط لگادی جائے۔

5۔ مبیع وثمن کی موجودگی کے باوجود اس کی ادائیگی کیلئے مدت مقرر کردی جائے۔

بیع کے درست ہونے کیلئے کچھ شرائط ایسی ہیں جو خاص قسم کے معاملات کیلئے ضروری ہیں وہ اس طرح ہیں:

1۔ قیمت ادھار ہو تو ادائیگی کی مدت کا تعین ہو۔

2۔ اموال ربویہ ہوں تو مماثلت شرط ہے۔

3۔ سونے چاندی اور سکوں کی باہمی خرید وفروخت ہو جس کو "صرف" کہا جاتا ہے ایک ہی مجلس میں فریقین کا بدلین پر قبضہ ہو۔

4۔ مرابحہ، تولیہ، اور وضعیہ میں پہلی قیمت سے واقف ہونا۔

شرطِ لزوم: بیع کے لازم ہونے کی یہ شرط ہے فریقین میں سے کسی کو معاملہ خرید وفروخت کو رد کرنے کا کسی کو بھی اختیار باقی نہ رہے اس سلسلہ میں احناف کے نزدیک چار خیار معتبر ہیں (1) خیار قبول، (2) خیار شرط (3) خیار رویت (4) خیار عیب، شوافع اور حنابلہ کے نزدیک اس کے علاوہ "خیار مجلس" بھی ہے تاہم درمختار میں خیار کی تعداد سترہ لکھی گئی ہے۔

حکم: بیع کا حکم یہ ہے کہ اس کے ذریعے تاجر کی ملکیت قیمت اور خریدار کی ملکیت سامان پر ثابت ہو جاتی ہے اس طرح ان دونوں کی ضروریات کی تکمیل ہوتی ہے۔

احکام کے اعتبار سے بیع کی اقسام:

احکام کے اعتبار سے بیع کی چھ اقسام ہیں تین اقسام جائز بیع کی اور تین اقسام ناجائز بیع کی پہلی تین اقسام درجہ ذیل ہیں "بیع نافذ لازم، نافذ غیر لازم، اور بیع موقوف" اور بیع ناجائز کی تین اقسام "باطل، فاسد، اور مکروہ ہیں۔

بیع نافذلازم اور غیر لازم

بیع نافذ لازم: جو اصل اور خارجی شرائط کے اعتبار سے بلکل درست ہو مبیع سے کسی کا حق متعلق نہ ہو۔

بیع نافذ غیر لازم: جو بلحاظِ اصل اور وصف تو درست ہو مگر طرفین میں سے کسی ایک کے اختیار لے لینے سے فی الفور واقع نہ ہو۔

بیع موقوف: بیع موقوف وہ بیع ہے جس میں مبیع سے کسی دوسرے کا حق متعلق ہو۔ علامہ شامی نے نقل کیا ہے بیع موقوف کی صورتیں تیس سے بھی زیادہ ہیں۔[16]

ناجائز بیع کی صورتیں

بیع ناجائز کی تین اقسام "بیع باطل، بیع فاسد، اور بیع مکروہ ہیں۔

1۔ بیع مکروہ: بیع مکروہ اس بیع کو کہتے ہیں جو اصل کے لحاظ سے صحیح ہو لیکن کسی خارجی بات سے جیسے جگہ یا وقت کی وجہ سے ناپسند ہو جیسے مسجد میں اور جمعہ کے بعد خرید و فروخت۔

2۔ بیع باطل وفاسد: بیع باطل اس کو کہتے ہیں جو اصل کے لحاظ سے ہی درست نہ ہو جیسے کوئی مسلمان سور کی بیع کرے، سور تو مسلمان کے حق میں مال ہی نہیں ہے، لہذا اسطرح بیع کی بنیاد ہی درست نہیں ہے۔

3۔ بیع فاسد: بیع فاسد وہ ہے جو اصل کے لحاظ سے درست ہو لیکن کسی وجہ سے اس میں فساد ہو جیسے خریدار یا تاجر اپنی طرف سے کوئی شرط لگادے جس میں اس کا فائدہ ہو۔ علامہ شامی نے نقل کیا ہے:

فاسد اور باطل میں فرق کرنے کا ضابطہ یہ ہے کہ اگر ثمن اور مبیع کو کوئی الہامی مذہب مال تسلیم نہ کرتا ہو تو بیع باطل ہے جیسے مردار اور خون کی بیع کسی بھی الہامی مذہب میں حلال نہیں۔ اگر بعض مذہب مال تسلیم کریں لیکن شریعت اسلامی میں مال نہ ہو، نیز اس چیز کو اس معاملہ میں "مبیع" کی حیثیت حاصل ہو تو بھی یہ بیع باطل ہو گی، اگر ایسی چیز ثمن کی حیثیت سے معاوضہ ہو تو بیع فاسد ہو گی۔[17]

بااعتبار قیمت بیع کی اقسام:

---

[16] ابن عابدین، محمد بن امین بن عمر بن عبد العزیز، ردالمحتار (بیروت دار المعرفہ 2007ء)، 139/4۔

[17] ابن عابدین، ردالمحتار، 100/2-99۔

ثمن اور قیمت کے اعتبار سے بیع کی چار اقسام ہیں:

(1)وضعیہ (2)تولیہ (3)مرابحہ (4)مساومہ

"وضعیہ" سے مراد تاجر اپنی خرید سے کم قیمت سے کوئی چیز بیچ دے جیسے دس میں خرید کر پانچ میں بیچ دے۔

"تولیہ" جس قیمت میں کوئی چیز خریدی اسی قیمت میں فروخت کردے۔

"مرابحہ" اس بیع کو کہتے ہیں جس میں اپنی خرید پر نفع لیکر فروخت کیا جائے جیسے دس میں لیکر پندرہ میں فروخت کرنا۔

"مساومہ" پہلی قیمت کو ملحوظ رکھے بغیر معاملہ کرے، وہ نفع یا نقصان کے ساتھ ہو یا برابر کا معاملہ ہو، پہلی قیمت کا کوئی ذکر نہ ہو گا۔[18]

بااعتبار مبیع بیع کی اقسام:

مبیع کے لحاظ سے بیع کی تین اقسام ہیں۔(1) بیع مقائضہ (2) بیع صرف (3) بیع مطلق۔

بیع مقائضہ: خریدار اور تاجر دونوں کی طرف سے قیمت اور مبیع کے طور پر سامان[19] ہو جیسے گندم کی بیع چاول کے بدلے میں۔

بیع صرف: ثمن کی بیع ثمن کے بدلے کرنا بیع صرف کہلاتا ہے بیع صرف کیلئے ضروری ہے کہ طرفین کی طرف سے حوالگی مجلس میں ہی ہو جائے کسی کی طرف سے ادھار نہ ہو اگر جنس ایک ہو تو مقدار برابر ہو۔

بیع مطلق: سامان کی بیع ثمن کے بدلے میں ہو جیسے کتاب روپیوں کے بدلے، یہاں کتاب مبیع ہے اور روپیہ ثمن ہے۔

بااعتبار مدت بیع کی اقسام:

بیع میں اصل یہ ہے کہ معاملہ نقد واقع ہو ادھار بلکل نہ ہو، مگر انسانی ضرورت کے پیش نظر شریعت نے اس کی گنجائش بھی رکھی ہے کسی طرف سے ادھار کا معاملہ ہو اگر ثمن نقد ادا ہوں اور مبیع بعد میں حوالہ ہو تو یہ بیع "سلم" کہلاتی ہے اگر مبیع نقد ہو اور "ثمن" ادھار ہو تو یہ بیع مؤجل کہلاتی ہے۔[20]

---

[18] الدر المختار، 3/4۔

[19] رحمانی، خالد سیف الرحمان، قاموس الفقہ (کراچی: رمز پبلیشر 2007ء) 375/4۔

[20] ابن عابدین، رد المحتار، 3/4۔

بیع غرر

بیع کی مشہو اقسام تو وہ ہی ہیں جن کا ذکر کر دیا لیکن احادیث میں بعض خاص معاملات کا ذکر کیا گیا مناسب ہے اس موقع پر ان کی وضاحت کر دی جائے۔ایسے تمام معاملات سے منع کیا گیا ہے جس کی بقاء مشکوک ہو، جس میں معاملات کے ٹوٹ جانے کا قوی اندیشہ ہو اسی کو فقہاء اور شارحین حدیث نے "بیع غرر، یا بیع مخاطرہ" سے تعبیر کیا ہے۔علامہ عینی نے نقل کیا ہے:

" بیع غرر کا دائرہ بہت وسیع ہے ثمن اور قیمت معلوم نہ ہو، مبیع اور سودا مشخص نہ ہو، مدت ادائیگی اور مدت حوالگی متعین نہ ہو، ثمن یا مبیع کی سلامتی مشکوک ہو یہ ساری صورتیں اس زمرہ میں داخل ہیں۔بھاگے ہوئے غلام اور جانور، اڑتے ہوئے پرندے، پانی میں تیرتی ہوئی مچھلیاں، کو فروخت کرنا بیع غرر میں داخل ہیں۔"[21]

بیع حبل الحبلہ:

انہی میں سے ایک بیع حبل الحبلہ "حبل الحبلہ" کے معنی ہیں حمل کا حمل ابنِ عمرؓ رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے اس خرید و فروخت سے منع کیا ہے[22]۔تاہم اس میں شارحین کے درمیان کچھ اختلاف ہے، سعید بن مسیب امام مالک، اور امام شافعی کا خیال ہے کہ یہ مدت کے تعین کا ایک طریقہ تھا مطلب یہ ہو تا کہ اس کی قیمت اس وقت ادا کروں گا، جب یہ اونٹنی بچہ جن دے، پھر اس کا بچہ حاملہ ہو جائے۔ بعض حضرات کی رائے اس لفظ کے ذریعہ سے مدت مقرر ہوتی تھی، تیسری رائے ابو عبیدہ، امام احمد، اسحاق حبیب مالکی اور اکثر اہل لغت سے منقول ہے، اس جملہ میں مدت کا نہیں بلکہ خود مبیع کا تعین ہوتا تھا، اور موجودہ اونٹنی کے بچہ کو مستقبل میں پیدا ہونے والے بچہ سے فروخت ہوتی تھی اس کو مبیع قرار دیا جاتا تھا[23]۔

بیع ملامسہ:

زمانہ جاہلیت کی بیوع میں جن بیوع کا ذکر ملتا ہے ان میں بیع "ملامسہ" ہے، ملامسہ لمس سے ہے بمعنیٰ چھونا۔آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔[24]اس کی تین طرح شرح کی گئی ہے پہلی صورت یہ ہے کہ چیز کو دیکھا نہ جا سکتا ہو رات کی تاریکی کی وجہ سے یا پھر

---

[21]عینی، بدر الدین، عمدۃ القاری (بیروت: دار الفکر 1400ھ)، 266/11۔

[22]بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، س ن) 12/2۔ باب بیع الغرر

[23]عینی، عمدۃ القاری۔ 266/11۔

[24]بخاری، صحیح بخاری، باب بیع الملامسہ 12/2۔

کسی اور سبب کی وجہ سے، دوسی صورت بیچنے والا اور خریدنے والا چھونے کو ہی ایجاب و قبول تصور کرلے، تیسرا یہ کہ چھونے پر یہ شرط لگادی جائے کہ خریدار کو اس کے چھونے بعد خیار کا حق نہیں رہے گا، ملامسہ ان میں جو بھی صورت ہو وہ ممنوع ہے۔[25]

بیع منابذہ:

"منابذہ" سے بھی آپ ﷺ نے منع فرمایا۔ منابذہ کے معنیٰ پھینکنے کے ہیں۔اس کی بھی تین صورتیں بنتی ہیں، جو بیع ملامسہ کی ہیں۔ جس طرح ملامسہ میں چھونے کو بیع تصور کیا جاتا ہے اسی طرح منابذہ میں چیز کو پھینکنے کو ہی بیع تصور کیا جاتا ہے۔ پھینکنے سے کیا مراد ہے چیز کا پھینکنا یا اس شے مبیعہ کے اوپر کوئی چیز پھینکنا، حافظ ابن حجرنے اس کو ترجیح دی ہے کہ اس سے خود بیچنے والے کپڑے کو پھینکنا مراد ہے۔

بیع حصاۃ:

"حصاۃ" کے معنیٰ کنکری کے ہیں یہ بھی جاہلیت کی ایک بیع تھی جس کی صورت منابذہ سے ہی ملتی جلتی ہے اس کو بھی آپ ﷺ نے سختی سے منع فرمایا[26] امام ترمذیؒ نے امام شافعیؒ سے اس کا طریقہ یہ نقل کیا ہے بیچنے والا خریدار کو کہے اگر خرید و فروخت کی گفتگو کے درمیان تم پر کنکری پھینک دوں تو میرے اور تمہارے درمیان بیع لازم ہو جائے گی[27]۔

حافظ ابن حجرنے نقل کیا ہے: "کہ اس کی تشریح میں کئی اقوال نقل کئے ہیں، ایک صورت یہ ہے کہ بیچنے والا کہے تم کنکری پھینکو، جس پر لگ جائے وہ میں نے تیرے ہاتھ پر فروخت کیا دوسری صورت یہ ہے کہ کہے کہ زمین کے اس حصہ سے کنکری پھینکو جہاں تک کنکری پہنچ جائے وہاں تک کا حصہ میں نے فروخت کیا، تیسری صورت یہ ہے کنکری پھینکنے تک طرفین بیع کو رد کرنے کی شرط لگادیں چوتھی صورت یہ ہے کہ ایجاب و قبول کی بجائے کنکری پھینکنے کو ہی کافی مان لیا جائے"[28]۔

مزابنہ اور محاقلہ:

خرید فروخت کی بعض صورتیں ایسی ہیں جن میں سود اور ربا کا قوی شبہ ہوتا ہے ایسی صورتوں سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ ان میں "مزابنہ" اور "محاقلہ" ہیں[29]

---

[25] عسقلانی، احمد بن علی بن حجر، فتح الباری شرح صحیح البخاری، 360/4۔

[26] ترمذی، سنن ترمذی، 233/1۔

[27] ایضا، 233/1۔

[28] عسقلانی، فتح الباری، 360/4۔

[29] البخاری، جامع بخاری، 15/2۔

مزابنہ درخت پر لگے ہوئے پھل کے بدلے اسی پھل کے ٹوٹے ہوئے دانوں سے بیچناامام بخاری نے فرمایا:

''ھی بیع التمر با التمر''[30]

"محاقلہ"کھیت میں لگے ہوئے دانوں کی ٹوٹے ہوئے دانوں کے بدلے جو اسی جنس کے ہوں فروخت کرنے کو کہتے ہیں امام ترمذی کے الفاظ ہیں:المحاقلۃ بیع الزرع با الخنطہ۔[31]

بیع المضامین والملاقیح:

ایام جاہلیت میں جو "حیوانی وجود" مادہ منویہ کی صورت میں نر کی صلب میں رہتا ہے، چنانچہ نہ صرف مادہ کے حمل بلکہ نر کے صلب میں رہنے والے مادہ سے ممکنہ بچہ کی بیع ہو جایا کرتی تھی، وہ بیع المضامین والملاقیح کہلاتی۔ یہ دونوں ہی بیع باطلہ ہیں۔[32]

بیع حاضر للبادی:

حاضر کے معنٰی شہر کے اور بادی کے معنٰی دیہاتی کے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا:

لا یبع حاضر لبادو دعوا الناس یرزق اللہ بعضھم من بعض۔[33]

دیہاتی جب مال لیکر بازار پہنچتا تو شہر والے مال لے لیتے اور جب ریٹ اچھا ہوتا تو اس کو فروخت کرتے تاکہ اس کو نفع پہنچے اس صورت کے مکروہ ہونے پر اتفاق ہے کیونکہ اس صورت سے شہر میں مصنوعی قلت پیدا ہوتی اور نرخ بڑھ جاتے۔ لیکن یہ کب مکرہ ہے اس میں اختلاف ہے احناف کے نزدیک اس وقت مکرہ جب گرانی کا زمانہ ہو اہل شہر کو مال کی ضرورت ہو[34]۔امام نووی کے بقول یہ شوافع کے ہاں مکروہ تب ہے جب شہر والے ممانعت نبوی سے بھی واقف ہوں:

"والشرط ایکون عالما بنھی۔"[35]

تلقی الجلب:

بیرونی قافلوں سے شہر سے باہر نکل کر ان کا مال تجارت خرید لینا تلقی الجلب کہلاتا ہے۔

---

[30] ایضا، 15/2۔

[31] ترمذی، سنن ترمذی، 232/1۔

[32] ابوالحفص النسفی، طلبۃ الطلبہ، کتاب البیوع: 110۔

[33] ترمذی، سنن ترمذی، باب ماجاء لایبیع حاضر للبادی، 232۔

[34] شوکانی، محمد بن علی، نیل الاوطار (مصر: مطبعۃ العثمانیہ 1357ء) 164/5۔

[35] عظیم آبادی، عون المعبود۔ 305/9۔

علامہ خطابی نے اس کے مکرہ ہونے کی وجہ لکھی ہے اس سے ان قافلوں کے ساتھ دھوکا دہی کا معاملہ کرنا لازم آتا ہے، اس سے گرانی بڑھتی ہے، آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے، اگر قافلہ والوں کو دھوکہ کا اندیشہ ہو تو وہ اس معاملہ کو رد کر دیں۔[36]

"فصاحب السلعتہ فیھا با الخیار اذا ورد السوق"[37]

جمہور کے نزدیک یہ عمل مطلقاً مکروہ ہے۔احناف کے نزدیک اس وقت مکرہ جب اہل شہر کو نقصان ہو، خرید و فروخت کی اس ممنوعہ صورت کو "تلقی الجلب" "تلقی سلع" "تلقی رکبان یا تلقی البیع" کہتے ہیں۔[38]

بیع نجش:

بیع کی مکرہ صورتوں میں " نجش ہے یا تناجش "حضور اکرم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے[39] نجش سے مراد ہے ایک شخص کوئی سامان لینا نہیں چاہتا لیکن قیمت بڑھ کے بولتا ہے کوئی اور مہنگے داموں لے لے اور دھوکہ کھا جائے اس کے حرام اور گناہ ہونے پر اتفاق ہے۔ کوئی ناواقف خرید لے تا مالکیہ کے نزدیک بیع باطل ہے امام شافعی، امام ابو حنیفہ اور امام احمد کے نزدیک بیع تو درست ہے تاہم دھوکہ دہی کی وجہ سے گناہ گار ہو گا[40]۔

بیع مزایدہ (نیلام)

اس کے قریب بیع کی ایک جائز صورت ہے جس کو محدثین نے "بیع مزایدہ یا بیع مس یزید" سے تعبیر کیا یہ وہی طریقہ تجارت ہے جس کو ہماری زبان میں "نیلام" "یا" "ہراج" کہا جاتا ہے حدیث میں ہے آپ ﷺ ایک ٹاٹ اور پیالہ کی بولی لگائی[41]، امام اوزاعی نے اس کو صرف مال غنیمت میں یا میراث کی فروخت میں جائز قرار دیا۔ابراہیم نخعی نے مکروہ قرار دیا ہے۔ لیکن جمہور کے نزدیک جائز ہے۔[42]

---

[36] ایضاً۔

[37] ترمذی، سنن ترمذی، باب ماجاء لایبیع حاضر للبادی، 232۔

[38] ابن حجر، فتح الباری 374/4۔

[39] ترمذی، سنن ترمذی، 244/1۔

[40] ابو عبداللہ، محمد بن عبدالرحمٰن، رحمۃ الائمہ، 183۔

[41] ترمذی، سنن ترمذی، 231/1۔

[42] عسقلانی، فتح الباری، 354/4۔

عربان(بیعانہ)

"عربان یاعربون"کی نوعیت وہ ہی ہے جس کو آجکل بیعانہ کہا جاتا ہے۔اس کی صورت یہ کہ خریدار قیمت کا کچھ حصہ ادا کرے اور وہ وعدہ کرے کہ اگر وہ ادانہ کر سکا تو اس کی قیمت سوخت ہو جائے گی اس میں جو اپائے جانے کی وجہ سے آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا[43]۔امام مالک امام ابو حنیفہ امام شافعی کا یہی مذہب ہے حیرت ہے کہ امام احمد نے اس صورت کو جائز اور درست رکھا۔[44]

[43] دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث، حجۃ اللہ البالغہ (بیروت: دار الجیل، 2005ء)2/7۔

[44] ابو عبد اللہ، رحمۃ الائمہ، 183۔